تاریخ قرآن
قسط سوم

شیخ عبدالفتاح عبدالغنی القاضی
ترجمہ: محمد اسلم صدیق

# المُصحف الشریف؛ ایک تاریخی جائزہ

## خلفاے راشدین کے عہد کے بعد مصاحف کی تدوین

گذشتہ صفحات میں ہم تفصیل سے واضح کرچکے ہیں کہ دورِ عثمانی میں مصاحف کی جو نقلیں تیار کرکے مختلف بلادِ اسلامیہ کو بھیجی گئیں تھیں، وہ ایسے رسم الخط پر مشتمل تھیں جو ساتوں حروف کا متحمل سکے۔ اسی مقصد کے پیش نظر ان مصاحف کو نقطوں اور حرکات سے خالی رکھا گیا تاکہ ان حروف کی تمام متواتر قراء ات —— جو عرضۂ اخیرہ کے وقت باقی رکھی گئی تھیں اور ان کی تلاوت منسوخ نہیں ہوئی تھی —— ان میں سما جائیں☆۔ اور جب یہ مصاحف مملکتِ اسلامیہ کے اطراف میں پہنچے تو مسلمانوں نے اُنہیں ہاتھوں ہاتھ لیا اور پوری اُمت ِمسلمہ نے اُن کو اپنا لیا۔ پھر اُنہوں نے ان مصاحف کو سامنے رکھتے ہوئے ان کی طرز پر مزید کافی مصاحف تیار کئے۔ ان کو بھی وہی تقدس اور احترام حاصل تھا جو مصاحفِ عثمانیہ کو حاصل تھا اور یہ بھی مصاحفِ عثمانیہ کی طرح نقطوں اور حرکات سے خالی تھے۔

یہ مصاحف ایک زمانہ تک بلادِ اسلامیہ میں رائج رہے، لیکن جب اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوگیا، بے شمار عجمی ممالک اسلام کے زیرسایہ آگئے اور عربی اور عجمی زبانوں کا باہم اختلاط بڑھا تو عربی زبان میں لحن عام ہوگیا۔ اور یہ خدشہ پیدا ہوا کہ کہیں فصیح عربی زبان عجمی اثرات سے ناپید نہ ہوجائے۔ مزید یہ کہ عجمی لوگوں کے لئے قرآنِ کریم کو بغیر نقطوں اور حرکات کے پڑھنا کافی دشوار تھا۔ چنانچہ اسلامی حکومت کے سامنے یہ خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں یہ صورت حال کتاب اللہ میں لحن اور لفظی تحریف پر منتج نہ ہو۔ لہٰذا اُنہوں نے اس صورت حال کے ممکنہ نتائج

☆ ویسے بھی عربوں کے ہاں حروف پر نقطے اور حرکات لگانے کا رواج بھی نہیں تھا۔ عربی ان کی مادری زبان تھی اور وہ اسے بغیر نقطوں اور حرکات کے پڑھنے میں نہ صرف یہ کہ کوئی دقت محسوس نہیں کرتے تھے بلکہ نقطے اور حرکات ڈالنے کو معیوب خیال کرتے تھے۔ (مترجم)

www.KitaboSunnat.com

واثرات سے نمٹنے کے لئے ایسے وسائل فراہم کئے جو کتاب اللہ کو تصحیف وتحریف اور لحن سے محفوظ رکھنے میں کارآمد ثابت ہوسکیں۔ نیز عجمی مسلمانوں کے لئے قرآن کی تلاوت میں بھی آسانی پیدا ہو جائے۔ ذیل میں ہم ان وسائل کی تفصیل بیان کریں گے:

## نقطے

اس کے دو مفہوم ہیں:

① اس سے مراد وہ علامات ہیں جو کسی حرف پر حرکت وسکون اور شدومد وغیرہ کی شکل میں لگائی جاتی ہیں۔ چنانچہ بعض لوگوں نے ان نقطوں کو نقط الإعراب کا نام دیا ہے۔

② اس سے مراد وہ نشانات ہیں جو ایک جیسے رسم والے حروف، مثلاً ب، ت، ث وغیرہ پر لگائے جاتے ہیں، تاکہ معجم اور مہمل حروف کے درمیان امتیاز ہوسکے۔ چنانچہ ب کے ایک نقطے نے اسے اس کے ہم رسم حروف ت اور ث سے ممیّز کردیا ہے اور ج کے نقطے نے اسے اس سے ہم رسم حروف ح اور خ سے ممیّز کردیا ہے۔ اسی طرح د اور ذ اور ر، ز وغیرہ کا معاملہ ہے۔ بعض لوگوں نے ان نقطوں کو نقاط الأعجام کا نام دیا ہے۔

## شکل (حرکات)

اس سے مراد وہ علامات ہیں جو حرکت، سکون اور شدومد وغیرہ کی صورت میں حروف پر لگائی جاتی ہیں۔ لفظِ ضبط بھی اسی معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے نقطوں کا پہلا مفہوم 'شکل' (حرکات) اور 'ضبط' کے ہم معنی ہے۔

☜ علما کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ نقطوں اور حرکات کا یہ نظام کس نے ایجاد کیا تھا؟ کیا نقطوں اور حرکات کا موجد ایک ہی تھا یا دو الگ الگ اَفراد نے اُنہیں ایجاد کیا تھا۔ اور ان میں سے پہلے نقطے ایجاد ہوئے تھے یا حرکات؟

◉ اس سلسلے میں محققین علما کا رجحان اس طرف ہے کہ نقط الإعراب یعنی حرکات کا موجد ابوالاسود دؤلی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ امیرالمومنین معاویہ بن ابوسفیانؓ نے زیاد بن ابیہ جو معاویہؓ کی طرف سے بصرہ کا گورنر تھا، کو خط لکھا کہ اپنے بیٹے عبیداللہ کو میرے پاس بھیج دو۔ جب عبیداللہ وہاں پہنچا اور گفتگو ہوئی تو حضرت معاویہؓ نے دیکھا کہ وہ غلط عربی بول رہا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

حضرت معاویہؓ نے زیاد کو خط لکھا، جس میں اسے اس کے بیٹے کے غلط عربی بولنے پر ملامت کی گئی تھی۔ زیاد نے ابواسود دؤلی کو بلایا اور کہا: یہ عجمی لوگ عربی زبان کو بگاڑ رہے ہیں۔ کاش آپ کوئی ایسا نظام وضع کردیں کہ یہ لوگ اپنی زبان کی اصلاح کرلیں اور کتاب اللہ کو صحیح عربی لہجہ میں پڑھ سکیں۔ لیکن ابواَسود نے کسی مجبوری کی وجہ سے اس سے معذرت کرلی۔

اب زیاد نے یہ ترکیب اختیار کی کہ ایک آدمی کو ابواَسود کے راستے میں بٹھا دیا اور اسے یہ ہدایت کی کہ جب ابواَسود وہاں سے گزرے تو تم جان بوجھ کر قرآن مجید کو لحن کے ساتھ غلط پڑھنا۔ جب ابواَسود وہاں سے گزرا تو اس شخص نے فرمان الٰہی: ﴿ إِنَّ اللّٰهَ بَرِیءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ وَ رَسُولِهٖ ﴾ میں لفظ 'رسول' کو لام کی زیر کے ساتھ پڑھا۔ یہ سن کر ابواسود کو معاملہ کی سنگینی کا احساس ہوا اور اُس نے کہا: عَزَّ وجل الله أن يتبرأ من رسوله

''اللہ تعالیٰ کی شان اس سے سربلند ہے کہ وہ اپنے رسول سے الگ ہوجائے۔''

ابواسود دؤلی وہاں سے واپس زیاد کے پاس آئے اور اس سے کہا:

''میں اس کام کی ذمہ داری قبول کرتا ہوں، جس کا آپ نے مجھ سے مطالبہ کیا تھا اور میرا خیال ہے کہ میں اعراب القرآن سے اس کام کا آغاز کروں۔''

اس کے بعد اُنہوں نے قبیلہ عبدالقیس کے ایک شخص کا انتخاب کیا اور اسے کہا کہ مصحف پکڑو اور کوئی ایسی روشنائی لو جو مصحف کی روشنائی کے برعکس ہو اور اسے سمجھایا کہ حرفوں کی آواز کو اس طرح نقطوں میں ظاہر کرو کہ جس حرف پر دونوں ہونٹ کھلیں، وہاں اس حرف کے اوپر ایک نقطہ ـنـ اور جس حرف پر ہونٹ بند ہوں وہاں اس حرف کے سامنے ایک نقطہ ـــ. اور جس حرف پر ہونٹ ٹوٹیں وہاں حرف کے نیچے ایک نقطہ ـبـ ڈال دو۔ اور جس حرف پر ان حرکات میں سے دو جمع ہوجائیں (تنوین) وہاں دو نقطے ڈال دو۔ وہ خود ساتھ ساتھ اس کام پر نظر ثانی کرتے رہے، یہاں تک کہ قرآن کریم پر نقطوں کی شکل میں حرکات کا یہ کام مکمل ہوگیا۔
(تاریخ القرآن الکریم از محمد طاہر الکردی: ۱۸۰/۱)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ نقطوں کی صورت میں حرکات اور ضبط کا موجدِ اوّل ابواسود دؤلیؒ ہے۔ اُنہیں سے علما نے یہ فن حاصل کیا اور اس میں مزید نقش ونگاری اور تبدیلی کرتے ہوئے اسے کمال تک پہنچا دیا۔

◉ اور جہاں تک نقط الأعجام کا تعلق ہے تو اس کے موجد کے بارے میں علما کی

www.KitaboSunnat.com

مختلف آرا پائی جاتی ہیں۔ ان میں سب سے راجح یہ ہے کہ نقط الأعجام کے بانی نصر بن عاصم اور یحییٰ بن یعمر ہیں۔

اس کا باعث یہ ہوا کہ جب عجمیوں کی ایک کثیر تعداد دائرۂ اسلام میں داخل ہوئی تو اس کی وجہ سے عربی زبان کے تکلم میں غلطیوں کا رجحان کافی بڑھ گیا، جس سے یہ خطرہ پیدا ہوا کہ قرآنِ کریم بھی اس رجحان کی زد سے محفوظ نہیں رہے گا۔ چنانچہ عبدالملک بن مروان نے عراق کے گورنر حجاج بن یوسف کو حکم دیا کہ قرآن کے دامن میں گھسنے والے تحریف کے ان ممکنہ اسباب کو ختم کرنے کے لئے کچھ کرو۔ حجاج بن یوسف نے نصر بن عاصم اور یحییٰ بن یعمر جن کا شمار عربی زبان کے اَسرار و رموز، فنِ قراءات اور توجیہاتِ قراءات کے معروف علما میں ہوتا تھا، کو یہ ذمہ داری سونپی۔ یہ اُمت کی مصلحت اور کتاب اللہ کی حفاظت کا معاملہ تھا، لہٰذا ان کے لئے اس ذمہ داری کو قبول کئے بنا کوئی چارہ نہ تھا۔ چنانچہ اُنہوں نقطے (نقط الأعجام) ایجاد کئے تاکہ رسم میں باہم مشابہ حروف کے درمیان امتیاز کیا جاسکے اور لحن وتصحیف سے قرآنِ کریم کی حفاظت کا سامان ہوسکے۔ اور یہ نقطے (نقط الأعجام) اسی روشنائی سے لگائے گئے تھے جس سے مصحف کا اصل متن لکھا گیا تھا تاکہ ابواسود کی حرکات نقط الأعراب سے امتیاز ہوسکے۔

اس واقعہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ نقط الأعجام سے پہلے بھی ایسے اقدامات کیے گئے تھے، کیونکہ زیاد کا دور حجاج بن یوسف کے دور سے پہلے ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حرکات اور نقطوں کا موجد ایک شخص نہیں بلکہ دو الگ الگ شخص تھے۔ پہلے کا موجد ابواسود اور دوسرے کا موجد نصر بن عاصم اور یحییٰ بن یعمر تھے۔

## عباسی دورِ حکومت

اس دور میں علم نحو کے عظیم ماہر خلیل بن احمد فراہیدی نے ابواسودؒ کے نقط الشکل کو سامنے رکھتے ہوئے وقت کے تقاضوں کے مطابق نئی علاماتِ ضبط ایجاد کیں اور یہی وہ علاماتِ ضبط ہیں جو آج تک رائج چلی آرہی ہیں۔ اس نے الشکل بالنقاط کی بجائے الشکل بالحرکات کا طریقہ ایجاد کیا، یعنی اس نے ضمہ (پیش) کے لئے حرف کے اوپر چھوٹی سی واوَ

www.KitaboSunnat.com

،فتحہ (زبر) کے لئے حرف کے اوپر ترچھی لکیر اور کسرہ (زیر) کے لئے حرف کے نیچے ایک ترچھی لکیر اور شد☆ یا تشدید کے لئے حرف کے اوپر س کا سرا اور جزم کے لئے ج کا سرا اور مدّ کے لئے حرف کے اوپر آ کی علامت کو اختیار کیا۔ اسی طرح اس نے اصطلاحاتِ وقف 'رَوم' و 'اشمام' کی دیگر علامات وضع کیں۔ پھر خوبصورتی اور اختصار کی خاطر ان علامات میں مزید اصلاحات و ترمیمات کی گئیں۔ اور ارتقا کے ان مختلف مراحل کے بعد علاماتِ ضبط کا یہ طریقہ رائج ہوا جو اس وقت ہمارے سامنے موجود ہے۔

پوری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ مصحف پر نقط الإعراب (نقطوں کی شکل میں حرکات) لگانے کا موجدِ اوّل ابو اسود دؤلی ہے۔ ان کے بعد نصر بن عاصم اور یحییٰ بن یعمر نے نقط الأعجام یعنی نقطے ایجاد کئے۔ اسکے بعد حرکات وجود میں آئیں جنہیں خلیل بن احمد فراہیدی نے وضع کیا۔

☜ لیکن ایک دوسری روایت اس کے برعکس ہے جسے امام دانیؒ نے یحییٰ بن کثیر کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ قرآنی مصاحف نقطوں اور اِعراب سے خالی تھے پھر سب سے پہلے علما نے حروفِ تہجی: ب، ت اور ث کے لئے نقطے ایجاد کئے اور کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں، یہ نقطے ان حروف کے لئے نور ہیں جن کی روشنی میں قرآن کریم میں لحن سے بچا جاسکتا ہے۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نقط الإعراب سے پہلے نقط الاعجام وجود پذیر ہوچکے تھے۔⊙

اب نقطے اور حرکات لگانے کا حکم کیا ہے؟ اس پر ہم آئندہ صفحات میں 'مصحف کی کتابت

---

☆ ایک قول یہ بھی ہے کہ شد اور اس کے بعد کی علامات اگرچہ عباسی دورِ حکومت میں ہی وضع ہوئیں، لیکن اُنہیں خلیل بن احمد فراہیدی کے بعد کسی اور نے وضع کیا تھا۔

⊙ البتہ امام جعبري نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ نقط بالإعراب اور نقط بالأعجام دونوں کو ابو اسود دؤلی نے ایجاد کیا تھا۔ اُنہوں نے پہلے نقط الإعراب ایجاد کئے اور اس کے بعد نقط الأعجام کی طرح ڈالی پھر دیگر علما نے ان سے یہ علم حاصل کیا۔ لہٰذا اس فن میں برتری اور اوّلیت ابو اسود کو ہی حاصل ہے۔

ہماری رائے میں امام جعبري کے اس بیان سے وہ ابہام کسی حد تک رفع ہو جاتا ہے جو امام دانیؒ کی روایت سے پیدا ہوا تھا۔ ان روایات کے تناظر میں دیکھتے ہوئے بات یہ سامنے آتی ہے کہ ابو اسود دؤلی نے نقط الإعراب کے ساتھ نقط الأعجام کی طرح تو ڈال دی تھی، لیکن اسے باقاعدہ متعارف بعد میں نصر بن عاصم اور یحییٰ بن یعمر نے کروایا۔ (مترجم)

www.KitaboSunnat.com

کرنے والے اور ناشر کے لئے شرائط' کے زیرعنوان بحث کریں گے۔

## مصحف کی اَجزا (پاروں) میں تقسیم

مصاحفِ عثمانیہ جس طرح نقطوں اور اِعراب سے خالی تھے، اسی طرح ان میں اَجزا اور پاروں کی تقسیم بھی نہیں تھی۔ پھر بعض لوگوں نے آسانی کے خیال سے مصحفِ عثمانیہ کو ۳۰ حصوں میں تقسیم کردیا اور ہر حصے کو جز (پارے) کا نام دیا۔ پھر جز کو مزید دو حصوں میں تقسیم کیا گیا اور پھر ان کو مزید چار حصوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر حصہ کو رُبع کا نام دیا گیا۔قرآنِ کریم کی یہی تقسیم شروع سے مشہور چلی آرہی ہے۔

**آیات:** دورِ اوّل کے بعض کاتبینِ مصاحف آیات کے مابین فاصلوں میں سے ہر فاصلہ کے بعد تین نقطے ڈالتے تھے تاکہ معلوم ہوجائے کہ یہاں یہ آیت ختم ہوچکی ہے۔ نیز وہ سورہ کی ہر پانچ آیات کے اختتام پر (حاشیہ میں) لفظ خمس اور ہر دس آیات کے اختتام پر (حاشیہ میں) لفظ عشر لکھتے تھے۔ چنانچہ قتادہؒ فرماتے ہیں:

بدأوا فنقطوا ثم خمسوا ثم عشروا

''پہلے پہل اُنہوں نے نقطے لگائے۔ پھر خمس کا نشان اور پھر عشر کا نشان لگایا۔''

اسی طرح بعض کاتبین خمس کی بجائے خ اور عشر کی بجائے ع کا سرا استعمال کرتے تھے۔اوران میں سے بعض سورت کا نام بھی لکھتے تھے اور ساتھ یہ بھی لکھتے کہ یہ سورت مکی ہے یا مدنی۔ نیز سورہ کے آخر میں آیات کی تعداد بھی تحریر کرتے تھے۔ بعد میں تلاوت اور تجوید کی آسانی کے لئے کچھ مزید رموز واوقاف بھی وضع کئے گئے جن کی تفصیل مطبوعہ قرآنی نسخوں کے آخر میں دیکھی جاسکتی ہے۔

ان تمام اُمور کے متعلق علما کا اختلاف پایا جاتا ہے۔بعض نے کراہت کے ساتھ اس کی اجازت دی ہے، لیکن دیگر کے نزدیک اس میں کراہت کا کوئی پہلو نہیں ہے اور یہی موقف زیادہ راجح ہے، کیونکہ اس طرح کے رموز واوقاف قاریٔ قرآن کے لئے سہولت اور قراء ت میں مزید اشتیاق کا باعث بنتے ہیں۔ واللہ اعلم